ڈاکٹر شفیق انجم

مولوی کریم الدین کی ایک نایاب تصنیف: انشائے اردو

Molve karim ul din was a well known urdu writer of nineteenth century. His books:" karim ul lughaat" and tazkara"tabqaat ul shoara e hind" earned a great importance in urdu history.He also wrote many other book but unfortunately non of these is available. In this article I m introducing one of his important book " Insha e urdu" which I found recently in a personal library of molvi fazal Husain.It was written in 1863 and published in 1874.The text of this book is also enclosed with introduction.

مولوی کریم الدین (مختصر تعارف، سوانح اور تصانیف):

مولوی کریم الدین اردو ادب کی تاریخ میں اپنے تذکرے ''طبقات الشعرائے ہند'' اور کتاب لغت ''کریم اللغات'' کے حوالے سے ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔وہ غالب و سرسید کے معاصر اور انیسویں صدی کے ہندوستان بالخصوص پنجاب میں نئے سماجی و علمی تحرک کے فعال داعی تھے۔۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب لاہور علم و ادب کا مرکز بنا تو مولوی کریم الدین اس کی ترقی و استحکام میں پیش پیش تھے۔ڈاکٹر لائٹنر اور مولوی محمد حسین آزاد کی رفاقت انھیں میسر رہی ۔لاہور میں سماجی اصلاح، تعلیمی ترقی اور تنظیمی مزاج کی ترویج میں ان کی خدمات بہت قابل قدر ہیں۔تاہم ان کی زندگی اور احوال و آثار پر دستیاب مواد خاصا کم ہے۔''تذکرہ طبقات الشعرائے ہند'' سے جو مختصر معلومات ملتی ہیں ان کے مطابق مولوی کریم الدین یکم شوال ۱۲۳۷ھ (مطابق ۱۸۲۱ء) پانی پت میں پیدا ہوئے۔ان کے والد مولوی سراج الدین محلے کی مسجد میں امامت کی خدمت انجام دینے کے ساتھ بچوں کو درس بھی دیتے تھے۔انھی سے مولوی کریم الدین نے قرآن مجید اور عربی اور فارسی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ بعد میں وہ دلی آئے اور صرف و نحو، معانی و منطق، فلسفہ و طب، فقہ و اصولِ فقہ اور کچھ حدیث کی تحصیل کی۔ان دنوں وہ کتابت کی مزدوری پر گزر بسر کرتے رہے۔۱۸۴۲ء میں دلی کالج کی تنظیم ہوئی تو انھیں بھی داخلہ مل گیا۔سولہ روپے وظیفہ مقرر ہوا۔یہاں انھوں نے علم منطق، فلسفہ، ہندسہ، حساب، ہیئت، پیمائش، مناظر و مرایا، جبر و مقابلہ، کتب تواریخ، علم ادب عربی اور علم فقہ پڑھا۔ساتھ ہی ساتھ وہ اردو سوسائٹی کے انگریزی کتب کے اردو ترجمے بھی بہ التزام مطالعہ کرتے رہے۔ پرنسپل دلی کالج کے حکم پر انھوں نے قوانینِ دیوانی و فوجداری، اصول قوانین پولیٹیکل اکانومی، علم ریاضی،

انگریزی وانگریزی کی تحصیل کی۔تعلیم کی تکمیل کے بعد وہ دلی ہی میں قیام پذیر رہے۔شادی کی اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک مطبع قائم کیا۔کچھ عرصہ بعد شراکت داروں نے یہ مطبع ہتھیا لیا۔ان حالات میں ڈاکٹر سپرنگر، پرنسپل دلی کالج اور سیکرٹری اردو سوسائٹی نے ان کی مدد کی اور تراجم کے کچھ کام دیے۔تذکرے میں مولوی صاحب نے اپنی تیرہ تالیفات کا ذکر کیا ہے اوران کی مختصر کیفیت بھی لکھی ہے۔کتابوں کے نام یہ ہیں:

ا۔تعلیم النساء	۲۔گلستان ہند	۳۔تذکرہ شعرائے ہند	۴۔گلدستہ نازنیناں
۵۔عجالتہ العلالہ	۶۔رسالہ فرایض	۷۔روض الاجرام	۸۔تذکرہ النساء
۹۔فرایدالدہر	۱۰۔ترجمہ ابوالفدا	۱۱۔تاریخ شعرائے عرب	۱۲۔ترجمہ کتاب ڈاکٹری (۱)

تذکرہ ''طبقات الشعرائے ہند'' ۱۸۴۸ء میں تالیف ہوا۔اس وقت مولوی صاحب کی عمر ستائیس سال تھی۔تصنیف وتالیف کا سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا۔بلکہ یہ کہنا مناسب ہے کہ ان کی حقیقی ترقی کا زمانہ لاہور آنے اور محکمہ تعلیم پنجاب سے وابستہ ہونے کے بعد کا ہے۔انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد وہ ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن مدارس ممالک پنجاب کے دفتر میں سرشتہ دار مقرر ہوئے۔۶۲۔۱۸۶۱ء میں انھیں ڈپٹی انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور تعینات کیا گیا۔دس بارہ سال تک یہ فرائض انجام دینے کے بعد ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس حلقہ امرتسر مقرر ہوئے۔۱۸۷۶ء میں وہ اسی منصب پر فائز تھے جب انھوں نے ڈاکٹر لائٹنر کو سنین اسلام (حصہ دوم) کی تدوین میں مدد دی۔غالباً وہ اسی منصب سے سبکدوش ہوئے۔۱۸۷۹ء میں ان کا انتقال ہوا۔(۲)

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے اپنے تحقیقی مقالے میں مولوی صاحب کی جن دیگر کتب کا ذکر کیا ہے ان کے نام یہ ہیں: ا۔کہربائی باللمس اور مقناطیس اور مجزالکہر بائی ۲۔قواعد المبتدی ۳۔تشہیر ظہوری ۴۔کریم اللغات ۵۔خط تقدیر ۶۔قصہ پنجاب سنگھ ۷۔تکریم ظہوری ۸۔اشارات التعلیم ۹۔تاریخ ہندوستان ملقب بہ واقعات ہند ۱۰۔سنین اسلام (حصہ دوم) ۱۱۔جامع القواعد فارسی ۱۲۔شرح مقامات حریری ۱۳۔منتخبات انوار سہیلی ۱۴۔خلاصہ گلستان ۱۵۔نقشہ آلات الطبیہ ۱۶۔مفتاح العلوم ۱۷۔حروف تہجی ۱۸۔جغرافیہ پنجاب ۱۹۔مواعظ اللسان ۲۰۔پند سودمند ۲۱۔تسہیل القواعد ۲۲۔انشائے اردو ۲۳۔انتخاب دیوان حافظ ۲۴۔انتخاب دیوان سعدی مع سوانح ۲۵۔مفتاح الارض ۲۶۔دستور التعلیم ۲۷۔انتخاب رقعات بیدل ۲۸۔انتخاب تحفتہ العراقین ۲۹۔خذ ماصفا ۳۰۔تاریخ دہلی ۳۱۔گلدستہ مشاعرہ ۳۲۔کریم الاخبار (رسالہ واخبار) (۳)

انشائے اردو (ایک تعارف):

مولوی کریم الدین کی تصانیف وتالیفات میں ''انشائے اردو'' کا نام موجود ہے لیکن کہیں بھی اس کے متن کے حوالے سے تفاصیل درج نہیں۔غالباً اس کی بنیادی وجہ کتاب کی عدم دستیابی رہی۔کیونکہ مندرجات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو مولوی کریم الدین کی یہ تصنیف ان کی دیگر کئی کتابوں سے زیادہ اہم اور لائقِ تذکرہ ہے۔حال ہی میں راقم کو اس کتاب کا ایک نسخہ مولوی فضل حسین مرحوم ساکن میرپور آزاد کشمیر کی ذاتی لائبریری سے دستیاب ہوا ہے۔مطالعے کے دوران یہ حقیقت

واضح ہوئی کہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں لکھی گئی یہ اردو کی ایک منفرد تصنیف ہے۔ جس میں خط، درخواست، حکم نامہ، اطلاع نامہ، اشتہار، ودیعت نامہ، بیع نامہ، اجارہ نامہ، کرایہ نامہ، تمسک، دستک، وقف نامہ، قول قرار نامہ، قبولیت نامہ، رسید اور وصیت نامہ وغیرہ لکھنے کا مروج طریقہ نمونوں کے ساتھ بتایا گیا ہے۔ کتاب میں دیئے گئے مختصر تعارفی نوٹ کے مطابق مصنف نے یہ کتاب کپتان فلر بہادر ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک پنجاب کے حکم پر ۱۸۶۳ء میں لکھی۔ یہ وہ زمانہ ہے جب سرسید اردو جیسی کج مج زبان کو قابل بنانے کے لیے ابھی آمادۂ پیکار نہ ہوئے تھے اور نہ پنجاب میں ''انجمن اشاعت مطالب مفیدۂ پنجاب'' کی بنیاد پڑی تھی۔ ''انشائے اردو'' کی اہمیت اس حوالے سے بھی مدنظر رہے کہ اس میں پیش کی گئی نمونے کی تحریریں دفتری مراسلت اور تکنیکی امور سے متعلق ہونے کے باوجود بہت سلیس، واضح اور رواں دواں ہیں۔ نجی اور ذاتی خطوط کے نمونے تو اور بھی زیادہ سہل ہیں۔ مجموعی طور پر یہ کتاب اردو کی فنی نثر کا ایک بہترین نمونہ ہے اور میرے خیال میں اسے اردو کی پہلی دفتری و فنی نثر کی کتاب ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

''انشائے اردو'' کا زیر نظر نسخہ ۹.۲۵x۶.۲۵ سائز کے ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحے پر اوسطاً ۲۳ سطریں ہیں۔ سرورق پر درج ذیل عبارت لکھی ہے۔

انشائے اردو

برائے فائدہ مبتدیان

حسب فرمائش چراغ الدین تاجر کتب

ساکن لاہور بازار کشمیری

سن ۱۸۷۴ء

باہتمام منشی قادر بخش پرنٹر

در مطبع سلطانی واقع لاہور طبع شد

اس عبارت میں کتاب کا سالِ اشاعت ۱۸۷۴ء ہے۔ یعنی لکھے جانے کے ۱۱ سال بعد یہ طبع ہوئی۔ یہاں مصنف کا نام درج نہیں لیکن دیباچے میں اس کا ذکر ہے۔ اور ساتھ ہی کتاب کے حوالے سے مختصر وضاحت بھی۔ عبارت ملاحظہ ہو:

> ''انشا کے معنی لغت میں لکھنا اور پیدا کرنا ہے اور اصلاح میں وہ فن ہے جس سے طریق لکھنے خطوط اور کاغذات مروجہ معاملات دنیاوی اور دفاتر سرکاری کا معلوم ہو۔ پس اردو میں ایسی انشا جو کاغذات مروجہ مابین عوام اور خاص اور دفاتر سرکاری کے سکھلانے کے متکفل ہو آسان ترکیب کے مرتبہ نہ ہوئی تھی۔ اس لیے حسب حکم جناب کپتان فلر بہادر ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک پنجاب کے بندہ کریم الدین نے درمیان ماہ جنوری ۱۸۶۳ء کے یہ کتاب تیار کی۔ اس لیے بچوں کو نام اس کا بآسانی یاد رہے انشائے اردو نام رکھا۔''

اس عبارت میں یہ جملہ بہت اہم ہے ''اردو میں ایسی انشا۔۔۔آسان ترکیب کے مرتبہ نہ ہوئی تھی۔'' بالفاظ دیگر مصنف کے بقول یہ کتاب ایسی انشاء کا اولین نمونہ ہے۔

انشائے اردو کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دیباچے کے فوراً بعد ان ابواب کا مختصر تعارف ہے۔ مصنف کے لفظوں میں:

''یہ کتاب چار ابواب میں منقسم ہے:

باب اول: اس میں وہ خطوط اور رقعات ہیں جو آپس میں لکھے جاتے ہیں۔ چونکہ اس طرح کے خطوط سوائے تین سے اور زیادہ نہیں ہو سکتے اس لیے یہ باب تین فصل پر منقسم ہوا۔ فصل اول: اس میں وہ خطوط ہیں جو خوردوں کی طرف سے بزرگوں کو لکھے جاتے ہیں۔ فصل دوم: اس میں وہ خطوط ہیں جو بزرگوں کی طرف سے خوردوں کے نام پر لکھے جاتے ہیں۔ فصل سوم: اس میں درجہ مساوی کے خطوط ہیں۔

باب دوم: اس میں عرضی لکھنے کا طور بتلایا ہے اور چند نمونے عرضیوں کے لکھے ہیں۔

باب سوم: اس میں چند ضروری کاغذات سرکاری ہیں جو دفتروں میں اور کچہریوں میں لکھے جاتے ہیں۔

باب چہارم: اس میں وہ کاغذات درج ہیں جو معاملات دنیاوی میں دنیاداروں کے کارآمد ہوتے ہیں۔''

ابواب کی فہرست کے بعد اسی صفحے سے باب اول کا متن شروع ہو جاتا ہے۔ جو بیان کردہ تین فصلوں کا احاطہ کرتا ہے۔ صفحہ نمبر ۱۰ سے دوسرا باب، صفحہ نمبر ۱۴ سے تیسرا اور صفحہ نمبر ۱۸ سے چوتھا باب آغاز ہوتا ہے۔ ان ابواب میں پیش کیے گئے متن کے تفصیلی مطالعے کا یہ محل نہیں تاہم تعارفیے کے اختتام پر یہ کہنا ضرور ہے کہ مولوی کریم الدین کی اس کتاب کے متن کو سنجیدگی سے زیر بحث لانے کی ضرورت ہے۔ مندرجات کے ساتھ ساتھ اس کے املائی و اسلوبیاتی نظام کا تجزیہ بھی اہم ہے تا کہ کتاب کی صحیح قدر و قیمت واضح طور پر سامنے آسکے۔ متن کی عکسی نقل برائے ملاحظہ پیش ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مولوی کریم الدین، طبقات الشعرائے ہند، بحوالہ جامع التذکرہ (جلد سوم) از محمد انصار اللہ، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ص ۷۶۔۵۔۷۴۔۸۷

۲۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، طبقات شعرائے ہند اور مولوی کریم الدین، مطبوعہ صحیفہ، شمارہ جولائی ۱۹۶۷ء، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص ۱۴

۳۔ ایضاً